رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور سے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۱۸۔ رجب سنہ ۱۳۳۸ | نمبر ۷۶

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔ نامہ لنڈن ص ۲
حضرت مسیح موعود کے الہامات پر مخالفین کے اعتراضات اور اُن کے مدلل جواب ص ۳
موجودہ حالات میں غیر مبایعین کی دورنگی چال ص ۸
مولوی محمد علی صاحب اور مرزا نذر علی صاحب کی جھڑپ ص ۹
پیام سے سوالیہ ص ۹
جہلم میں اہل حدیثوں سے مطالبہ ص ۹
فہرست نو مبایعین ص ۱۰
اشتہارات ص ۱۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۷۔ اپریل ۱۹۲۰ء بعد نماز عصر بجہ مہم سیالکوٹ دارالامان سے روانہ ہو گئے۔ احباب قادیان نے بیرون بلدہ تک مشایعت کی۔ حضور کے ہمراہ جو احباب ہیں چند احباب کے یہ نام ہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب و صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ منشی غلام نبی صاحب۔ مولوی عبدالصمد صاحب بنگالی۔ مرزا گل محمد صاحب اور بیرونجات سے حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور خان ذوالفقار علیخان صاحب۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بھی سیالکوٹ میں حضور سے مل جائینگے۔

نامہ لنڈن

نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

سوتھ سی میں لیکچر۔ ایک نو مسلم انگریز احمدی کی تقریر

جماعت سوتھ سی جزیرہ برطانیہ کے جنوب میں ایک بندرگاہ سوتھ سی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ایک درجن احمدی جماعت کے افراد کی آبادی ہے۔ اور احمدی مبلغین مقامی جماعت احمدیہ کی تربیت و تعلیم اور غیر احمدی پبلک کو تبلیغ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً وہاں جاتے رہتے ہیں۔ اسجگہ مولوی فتح محمد سیال نے اپنے سابقہ قیام ولایت کے زمانہ میں لیکچر دئیے۔ اور احمدیت کا بیج بویا تھا۔ ان کے بعد حضرات قاضی و مفتی نے وہاں کا دورہ کیا۔ اور تقریریں کیں۔ اور خدا کے فضل سے تخم کا بویا ہوا بیج قاضی و مفتی کی آبپاشی سے اب ثمر آور درخت ہے۔ اور وہاں کی جماعت کے افراد اپنے رنگ میں تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

احمد اور احمدیہ مشن جماعت احمدیہ سوتھ سی اور تھیوسوفی سوسائٹی سوتھ سی کی متواتر درخواستوں پر مولوی فتح محمد سیال نے سوتھ سی جانے کا عزم کیا۔ اور جانے سے قبل تھیوسوفی سوسائٹی کو اپنے لیکچروں کے مضامین کی فہرست بھیجدی۔ تاکہ وہ ان میں سے کسی مضمون کا تقریر کے لئے انتخاب کریں۔ اور جماعت سے ملاقات و پبلک کو تبلیغ ہر دو امور ایک وقت میں ہو سکیں۔ اس فہرست کے پہونچنے پر تھیوسوفی کے سکرٹری نے درجن سے زیادہ مضامین میں سے جس مضمون کو ضرورت زمانہ کے لحاظ سے انگلستان کی زمین پر روانی چاہیے

کے لئے آب حیات کا کام دینے والا سمجھ کر منتخب کیا۔ وہ

Ahmad and his Mission

یعنے احمدؑ اور احمدیہ مشن تھا۔

لیکچر کے مضمون کا خلاصہ

سوسائٹی کا لیکچر ہال تقریر کے وقت شائق حاضرین سے پُر تھا۔ اور ہر مرد و عورت پیغام احمد سننے کے لئے ہمہ تن منتظر تھا۔ قابل مقرر نے اپنے مضمون کو نہایت عمدگی سے حاضرین کے ذہن نشین کر دیا۔ اور جس امر پر خصوصیت سے زور دیا۔ اس کو اگر اختصار کے طور پر بیان کیا جائے۔ تو خلاصہ حسب ذیل تھا۔

"اب منشاء الٰہی ہے کہ مشرق و مغرب کو حضرت احمدؑ کی تعلیم کے ذریعہ سے متحد کیا جائے۔ اور آپ لوگ سن رکھیں کہ انگلینڈ اور روس سب سے پہلے اسلام لائینگے۔ جس طرح یورپ کی جنگ۔ انگریزوں کی فتح۔ زار کی حالت کے متعلق تمام پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں۔ اسی طرح یہ پیشگوئی بھی پوری ہو کر رہے گی۔ بدقسمت دنیا جب آنیوالے واقعات کو قبل از وقت سنتی ہے۔ تو ہنستی ہے۔ اور جب نبوت پوری ہو جاتی ہے۔ تو پھر وجوہات تلاش کرتی ہے سنو۔ احمدیت تم کو مغلوب کریگی۔ تمہارے قلوب کی زمین تسخیر ہو جائیگی۔ اور خدا کی باتیں پوری ہو کر رہینگی۔"

لیکچر کے بعد ایک نو مسلم

تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا موقعہ دیا گیا۔ مگر سامعین پر وہ ہیبت طاری تھی۔ کہ کسی نے کوئی سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔ البتہ مقرر سے بعض لوگوں نے علیحدہ ملاقات کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور مضمون پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ احمدی مسرور اور غیر احمدی خوش ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے تصرف کر کے ایک سلیم الطبع انگریز سفید پرند کو مسلمان کر دیا۔ الحمد للہ۔ اس نو بھائی کا نام اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شایع کیا جائیگا۔

ایک سفید پرند کا گیت

اللہ تعالےٰ کی تعریف ہو۔ کہ ہماری لنڈن کی غریب احمدیہ جماعت اب اس قابل ہے۔ کہ نہ صرف اس کے مرد ممبر تقریریں کرتے ہیں۔ بلکہ عورتیں بھی اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنے میں مردوں سے پیچھے نہیں۔ آپ نے "سال نو کا پیغام" بہن حنیفہ بیکن کی طرف سے پہلے پڑھا ہے۔ اب آپ خوش ہوں۔ کہ ایک اور سفید پرند نے گذشتہ ایتوار کو مذہبی لحن سے دین حقہ اسلام کی خوبیوں کا گیت گایا اور اس عزت و فخر کا اظہار کیا۔ جو اس غریب پرند کو اپنے مقدس صیاد کے دام میں خوش قسمتی سے پڑ جانے کے باعث حاصل ہے۔ یعنی عزیزہ فاطمہ کیتلن نام ایک انگریز نو مسلمہ خاتون نے احمدیہ لیکچر ہال میں

"Why have I accepted Islam."

"میں کیوں مسلمان ہوئی" کے مضمون پر تقریر کی۔

خلاصہ مضمون

سورہ فاتحہ کا انگریزی لہجہ اور اصل عربی زبان میں تلاوت کرنے اور پھر اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں سنانے کے بعد مقررہ نے کہا کہ بائبل و قرآن کریم کے انگریزی ترجموں سے عیسائیت و اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کرنے اور احمدی مبلغین کے وعظ سننے کے بعد میرا زبانی ایمان حق الیقین سے بدل گیا۔ اور میں اب احمدیت میں جو اصل اسلام ہے۔ روحانی غذا پاتی ہوں۔ فاطمہ کیتلن صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی تائید میں پیش کیں۔ زار کی حالت زار اور حضرت کے لنڈن میں وعظ کرنے کی پیشگوئیاں سنائیں۔ اور اسلام کے دیگر مسائل کے ساتھ مسئلہ کثرت ازدواج کے جواز پر خصوصیت سے زور دیا۔ اور لنڈن کی بداخلاقی اور عورتوں کی کثرت کو پیش کر کے اس کی ضرورت کی وضاحت کی۔

تقریر کے چند فقرات

I was a sinner, I admit, but I am now saved — Mr. S. Faith not through Blood. Yes: yes! certainly not through Blood, but in fact through my faith in the Blessed one of Ahmad of Qadian. (Peace be on him.)

Friend!

I am proud to say, 'I am a White Bird of Ahmad,' Ahmad the Messenger of The Latter days. (Peace be on him, and on The Holy Prophet Mohammad.)

میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں ایک گنہگار تھی۔ لیکن اب میں ہدایت یافتہ ہوں۔ محمد سلمان فیتھ بکسی خون کے ذریعہ تو نہیں۔ ہاں! ہاں! یقیناً خون کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ حقیقتاً اپنے اس ایمان کے ذریعہ جو میں مقدس قادیان کے احمد علیہ السلام پر لائی ہوں۔ احباب! میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں احمدؑ کا ایک سفید پرندہ ہوں۔ ہاں احمد آخری زمانہ کے رسول کا پرندہ ہوں۔ علیہ السلام و علیٰ صاحبہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے متعلق ضروری اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے سیالکوٹ تشریف لیجانے کی اطلاع احباب کو دیجا چکی ہے۔ چونکہ حضور کی طبیعت ابھی اچھی نہیں ہوئی۔ اور ایسے موسم میں زیادہ سفر کرنا صحت کیلئے مضر ہوگا اس لئے احباب کی تجویز کر بماعث بس کی اور جگہ حضور کو ٹھہرانے کی درخواست نہ کریں۔ والسلام۔ رحیم بخش ایم اے۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

جناب مفتی صاحب کا سفر امریکہ

جیسا کہ احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب بخیر و عافیت امریکہ پہنچ چکے ہیں۔ وہاں فی الحال انکو تبلیغ کرنے میں بعض مشکلات درپیش ہیں جن کے متعلق انشاء اللہ آئندہ مفصل لکھا جائیگا۔ اسوقت ان کے ایک خط کا جو انہوں نے جہاز سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور بھیجا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاکہ احباب کو اس مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے درد دل سے دعا کرنے کی تحریک ہو۔

جناب مفتی لکھتے ہیں۔ سفر کی تکلیف سے طبیعت قریباً ہر وقت خراب رہتی ہے سردی دمبدم بڑھتی جاتی ہے۔ اچھا جو اللہ کو منظور

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان۔ مورخہ ۸۔ اپریل ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض

اور ان کے مدلل جواب

(۱)
الہام يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ

(از قلم مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

اخبار اہل حدیث میں ایک معترض نے حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات پر اعتراض کئے ہیں چونکہ آج کل ہمارے مخالفین کے ہاتھوں میں صرف یہی حربہ رہ گیا ہے۔ اس لئے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان اعتراضات کے جواب تحریر کئے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا الہام يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ آیت قرآنی اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے مخالف ہے۔ کیونکہ الہام بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے عرش سے مرزا صاحب کی تعریف کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کی یہ آیت بتاتی ہے۔ کہ ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تحمید کرتی ہے۔

معترض کی یہ سراسر غلطی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ[1] کو آیت اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے خلاف سمجھتا ہے۔ کیونکہ آیت کا منشاء صرف یہ ہے۔ کہ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جو اس کی تحمید اور تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن اس سے یہ نکالنا کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی اپنے مقبول بندہ کی تعریف نہیں کرتا اور اس کی ذات کے یہ بات منافی ہے۔ کہ کبھی اپنے بندہ کی تعریف فرمائے یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اپنے پاک بندوں کی تعریفیں بیان نہ فرماتا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بہت سے نیک بندوں کی تعریفیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کی نسبت ایک جگہ تو فرمایا۔ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ کہ ابراہیم بڑے بردبار۔ بڑے نرم دل۔ ہر بات میں خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ کہ ابراہیم نبی بڑے ہی سچے تھے۔ پھر ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی نسبت فرمایا۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔ کہ اسمٰعیل کا ذکر بھی کتاب میں کرو کہ وہ بھی وعدے کے بڑے سچے تھے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ کہ ادریس پیغمبر بھی بڑے سچے تھے۔ قرآن کریم میں ایک اور موقعہ پر بہت سے پیغمبروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ۔ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔ کہ ہمارے بندے ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ یاد کرو۔ ان کو ہم نے خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور وہ ہمارے حضور برگزیدہ اور نیک بندوں میں ہیں۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی نسبت فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا۔ کہ وہ بھی ہمارا مخلص بندہ تھا۔ اور نوح کے متعلق کہا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ کہ وہ ہمارا شکر گزار بندہ تھا۔ ایسے ہی اور بہت سے نبی ہیں جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا بیان فرمائی ہیں۔ جیسے کہ سلیمان اور ایوب کے حق میں فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ کہ سلیمان اور ایوب اچھے بندے تھے۔ وہ بات بات میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور یہی تعریف داؤد کی فرمائی ہے۔ جیسے کہ آیا ہے۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ کہ ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو باوجودیکہ وہ ہر طرح کی قوت رکھتے تھے۔ مگر اس پر بھی وہ خدا کی طرف رجوع رکھتے تھے۔

اب ہر ایک شخص جو کچھ بھی عقل رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ تمام کلمات جو نبیوں کے حق میں قرآن مجید میں فرمائے گئے ہیں۔ یہ سب ان کی تعریفیں ہیں۔ اور یہ سب تعریفیں خدا تعالےٰ نے ہی کی ہیں۔ کسی بندہ نے نہیں کیں۔ پس یہ خیال کرنا کہ خدا تعالےٰ کا کسی اپنے بندہ کی تعریف کرنا۔ اس کی ذات کے منافی ہے۔ اور اس کی شان کے شایاں نہیں۔ یہ ایک ایسا خیال ہے۔ جو قرآن کی تعلیم کے ہرگز موافق نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تعریف بھی کسی کی ہوگی۔ وہ عرش پر سے ہی ہوگی۔ کیونکہ حسب آیہ کریمہ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وہ ذات پاک عرش پر ہی مستوی ہے۔ لیکن اس بات کو ضرور دل میں رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی اور بہت سی باتیں انسانوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا تعریف و ثنا کرنا بھی انسانوں کے تعریف و ثنا کرنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ سورہ احزاب میں فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اور پھر فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ کہ مسلمانو! اللہ تعالےٰ وہ پاک ذات ہے۔ جو تم پر اور تمہارے نبی پر درود بھیجتی ہے۔ اور فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ تم بھی اس نبی پر درود بھیجو۔ اور حدیث میں یہاں تک بھی آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اب ہر ایک شخص جان سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا

---

[1] اس الہام کے مشابہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام نُثْنِيْ عَلَيْكَ بھی ہے جس کا ترجمہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳ میں یہ کیا گیا ہے کہ "ہم تیری ثنا کرتے ہیں"۔ اس پر جو شبہ معترض کو پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا بھی پہلا جواب تو وہی ہے۔ جو اس مضمون میں (يَحْمَدُكَ اللّٰهُ) کے متعلق تحریر کیا گیا۔ دوسرے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ میں يُثْنِيْ عَلَيْكَ کے معنے حضرت مسیح موعود نے یہ بھی کئے ہیں کہ "خدا تیری تعریف دور تک شائع کریگا"۔ منہ۔

انسانوں کے درود بھیجنے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ علمائے اہل سنت و الجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے افعال و صفات میں جو اس کی ذات کے مناسب نہیں ہیں۔ ہمیشہ غایات اور نتائج مراد لئے جاتے ہیں۔ پس اس سے ہمارے مخالفین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ انسانوں کا خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور معنی رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا کسی کی تعریف کرنا اور معنے رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اعجاز المسیح میں لکھا ہے۔ کہ "ہیچ شک نیست کہ او تعالیٰ سوئے کسے برحمت رجوع نے فرماید و عمل او را بجز خود کامل نے فرماید۔ مگر بعد ازآنکہ بر کار او راضی شد۔ و او را تعریف کرد کہ مستلزم نزول رحمت ست" اس فارسی عبارت میں آپ نے بتایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا تعریف کرنا اور اس کا بندے کے کسی فعل پر راضی ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور یہی معنی اس حدیث قدسی کے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب کوئی بندہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے۔ تو اس سے بہتر مجلس میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

اس اعتراض کے سوا جس کا جواب دیا گیا ہے بعض لوگوں نے الامام [illegible] پر بوجہ نادانی کے یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب اس کو اپنی ایک خصوصیت سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے مقربان الہٰی کو اس میں شریک نہیں جانتے۔ سو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب اعجاز المسیح میں صاف اور تمام فرماتے ہیں کہ:۔

ہر ایک عبد مخلص جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی عرش پر سے ہی تعریف فرماتا ہے بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ؎

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوان محمدؐ

بعض کا یہ اعتراض ہے کہ حمد کا لفظ بندوں کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔ اور یہ لفظ خدا تعالیٰ کی تعریف کے لئے مخصوص ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی غلط ہے۔ اول تو اس لئے کہ لغت عرب میں اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے دوسرے قرآن مجید میں حمد کا لفظ بندوں کی تعریف کے واسطے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں منافقوں کے تذکرہ میں فرماتا ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ۔ کہ جو لوگ اپنے کئے سے خوش ہوتے اور کیا کرایا تو کچھ ہے نہیں۔ اور اس پر چاہتے ہیں۔ کہ ان کی تعریف ہو۔ تو ایسے بیہودہ ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز خیال نہ کرنا کہ یہ لوگ عذاب سے بچے رہیں گے اس آیت میں يُّحْمَدُوْا کا لفظ اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ حمد کا لفظ بندوں کی تعریف میں بھی آ سکتا ہے چونکہ اہل حدیث کے معترض نے اپنے اعتراض میں ایک طرح سے حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو آیت اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے انکار کا بھی الزام دیا ہے۔ اس لئے آخر مضمون میں میں چاہتا ہوں کہ تسبیح و تحمید الٰہی کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود کا اپنا مذہب درج کر دوں۔ تاکہ معترض کی یہ غلطی بھی رفع ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں:۔

"(۱) وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (۲) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے۔ اور جو کچھ ان میں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے۔ درخت اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور بہت سے راستباز اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں۔ اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا۔ اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے۔"

پھر صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں:۔

"پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز ان کا۔ اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں۔ اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ یعنے جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔"

اور اسی کے مطابق اپنی کتاب اعجاز المسیح صفحہ ۱۳۳ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"وهو سبحانه اشار في قوله رب العالمين الى انه خالق كل شيء وانه يحمد في السماء والارضين وان الحامدين كانوا على حمده دائمين وعلى ذكرهم عاكفين۔ وان من شيء الا يسبح بحمده في كل حين"

کہ سورہ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور زمین و آسمان میں اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور حمد کرنے والے اس کی حمد پر مداومت کرتے ہیں اور کوئی شے نہیں جو اس کی حمد نہ کرتی ہو۔ ہر آن اس کی حمد و ثنا ہو رہی ہے۔"

پھر اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۳۴ میں حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

"ولا يتحقق حقيقة الحمد كما هو حقها الا للذي هو مبدء لجميع الفيوض والانوار ومحسن على وجه البصيرة لا من غير الشعور ولا من الاضطرار فلا يوجد هذا المعنى الا في الله الخبير البصير وانه هو المحسن ومنه المنن كلها في الاول والآخر وله الحمد في هذه الدار وتلك الدار واليه يرجع كل حمد ينسب الى الاغيار"

یعنی نہیں متحقق ہوتی حمد کی حقیقت جیسا کہ اس کا حق ہے مگر اس ذات کے لئے کہ وہ مبدء ہے تمام فیوض و انوار کا اور احسان کرنے والا بطور بصیرت کے نہ بغیر شعور کے اور یہ بات نہیں پائی جاتی۔ مگر اللہ کی ذات میں جو خبیر و بصیر ہے۔ کیونکہ وہی محسن حقیقی ہے۔ اور تمام احسانات اول اور آخر میں اسی کی طرف سے ہیں۔ اور اسی دنیا میں اور اگلے جہان میں تمام حمدیں اسی ذات کے لئے ہیں۔ اور ہر ایک حمد جو اس کے غیر کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اس کا مرجع بھی وہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ان اقتباسات سے ثابت ہے۔ کہ آپ کے نزدیک حقیقی حمد و ثنا کی مستحق صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور زمین و آسمان میں ہر آن اسی کی تسبیح و تحمید ہو رہی ہے۔

موجودہ حالات میں غیر مبایعین کی دورنگی چال

اسے اخبار پیغام کی سراسیمگی اور حواس باختگی سمجھا جائے یا حد سے بڑھی ہوئی چالاکی اور ہوشیاری کہ ایک طرف تو وہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی ان تحریروں اور تقریروں سے پیداشدہ جوش و خروش کے خطرناک نتائج کے ڈر سے جو انہوں نے سلطنت ٹرکی کو اسلامی خلیفہ قرار دے کر اپنے ساتھیوں میں پیدا کر دیا ہے۔ حالات موجودہ سے متاثر نہ ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اور دوسری طرف خود حالات موجودہ سے متاثر ہو کر ایک مشتعل کرنیوالا مضمون لکھتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ دونوں باتیں ایک ہی اخبار کے ایک پرچہ میں شایع کرتا ہے۔ چنانچہ "حالات موجودہ میں ہماری جماعت کا طرز عمل" کے عنوان سے ۲۴ مارچ کے پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب کے ساتھیوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ:-

"واقعات حاضرہ میں ان کا قدم ایک نہایت صحیح اور درست مسلک پر ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ حالات سے متاثر ہو کر وہ اس مسلک کو چھوڑ دیں"

اور ان کے لئے "نہایت صحیح اور درست مسلک" یہ قرار دیتا ہے کہ:-

"ہمارا نصب العین یہی ہے کہ ہم صلح اور آشتی کے ساتھ اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت اسلام کریں اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود نے ہماری جماعت کو تیار کیا پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ہر حالت کے اندر رہ کر امن اور محبت کے ساتھ اس کام میں لگے رہیں۔ ہم اپنی پوری توجہ کو اسی ایک امر پر مبذول رکھیں۔ اور اسی ایک امر کو اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھیں۔ ہمارا تمام زور اور ہماری تمام طاقت اسی طرف صرف ہونی چاہیئے"

اور اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں سے یہ التجا کرتا ہے کہ:-

"میں تمام احمدی بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حالات حاضرہ کے تاثرات سے محفوظ رہیں"

پھر صاف الفاظ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ:-

"ہمارا کام اشاعت اسلام ہے۔ اور اسی کی طرف ہماری تمام توجہ صرف ہونی چاہیئے۔ اور ملکی معاملات میں پڑ کر اپنے نصب العین کو خیرباد نہ کہہ دینی چاہیئے"

لیکن اس کے مقابل میں اسی اخبار میں "ٹرکی کی قسمت کا فیصلہ اور ہمارا فرض" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر اور اس کے اردگرد ماتمی جدول کھینچ کر نہ صرف اپنے حالات حاضرہ سے متاثر ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اپنے ناظرین کو حالات حاضرہ کے "تاثرات" سے متاثر کرنے کے لئے نہایت پرجوش اور گمراہ کن مضمون شایع کرتا ہے۔ جس میں ترکوں کی حد سے زیادہ مدح سرائی کرتے ہوئے اس طرح نوحہ کرتا ہے کہ:-

"آہ! یہ کیسے اندوہناک الم افزا اور روح فرسا واقعات ہیں۔ اور کیسا بھیانک نظارہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی ایک رہی سہی سلطنت جو تیس کروڑ مسلمانوں کے مرکز کی سلطنت تھی۔ تختہ دنیا سے مٹ جائے۔ آج اس غم میں ایک دل ہی مجروح نہیں آج ایک گھر ہی ماتم کدہ نہیں۔ بلکہ ساری دنیائے اسلام سوگوار ہے۔ اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ اس تازہ زخم نے پرانے زخموں کو پھر ہرا کر دیا ہے۔ آج اندلس کی یاد پھر تازہ ہو گئی آج غرناطہ کی تباہی آنکھوں میں پھر گئی ...... یہ ہمارا غم واندوہ کوئی اچنبا چیز نہیں۔ یہ ایک قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بے اختیار ایسے صدمہ کے وقت اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اور انسان خود روتا ہے اور دوسروں کو رلاتا ہے"

پھر اسی پر بس نہیں کرتا۔ بلکہ اس حد تک بڑھے ہوئے جوش و خروش میں اندھا ہو کر کچھ ایسی باتیں بھی لکھ جاتا ہے۔ جنہیں خود ہی پشیمان ہو کر اور حکومت وقت کی گرفت سے ڈر کر خط تنسیخ نہیں بلکہ سیاہی کے بڑے بڑے دھبے لگا دیتا ہے۔ چنانچہ ۲۴ مارچ کے چار پیجے جو خلاف معمول ہمیں بھیجے گئے ہیں۔ ان چاروں پر سیاہی کے دھبے پیغام کی روسیاہی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

اس کے متعلق ہم پیغام اور جناب مولوی محمد علی صاحب سے صرف اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کا ایک طرف بناوٹی طور پر اپنے ساتھیوں کو یہ تلقین کرنا کہ وہ حالات اور واقعات حاضرہ سے متاثر نہ ہوں۔ اور دوسری طرف ان کے جذبات اور خیالات کو اسقدر زور اور سختی کے ساتھ مشتعل کرنا مگر اور کھلے طور پر ان کی اس خواہش کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ ان کے کوتہ اندیش ساتھی حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر جو چاہیں کر گذریں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اندوہناک الم افزا اور روح فرسا واقعات قرار دیکر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے "پرانے زخموں کو ہرا کر دیا۔ آج اندلس کی یاد پھر تازہ ہو گئی۔ آج غرناطہ کی تباہی آنکھوں میں پھر گئی" وہاں یہ بھی کہہ دیا گیا ہے۔ کہ "یہ ہمارا اندوہ و غم کوئی اچنبا چیز نہیں۔ یہ ایک قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بلا اختیار ایسے صدمہ کے وقت اپنا اثر دکھاتا ہے" جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حالات حاضرہ سے متاثر نہ ہونے کی جو تلقین کی گئی ہے۔ وہ محض بناوٹی اور دکھاوے کی ہے کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں کہ ان سے مشتعل ہونا قدرتی اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو بے اختیار اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس کو روکا نہیں جا سکتا۔

در اصل پیغام کا یہ دو رنگی نقشہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی اصل حالت کا۔ اور ان کے اس طرز عمل کا جس پر وہ کاربند ہونا چاہتے ہیں۔ پس عقلمند اور سمجھدار اصحاب دیکھیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کا اخبار حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر اپنے خام اعتقادوں کو کس خطرناک اور تباہ کن غار کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اور اگر اب بھی انہوں نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں۔ اور اس دام ہلاکت سے نکلنے کی کوشش نہ کی تو وہ ایسے گڑھے میں جا گرینگے۔ کہ جس سے نکلنا ان کے لئے قطعاً ناممکن ہو گا ۔

اسموقعہ پر ہم مولوی محمد علی صاحب اور ان کے اخبار سے یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کب تک اس دورنگی چال سے اپنے حقیقی اور اصلی مرادوں کو چھپائے رہینگے۔ اور کب یکسو ہو کر اپنے اس طرز عمل کو ظاہر کرینگے۔ جسے فی الحال کسی قدر پیچیدہ طور پر نمایاں کر رہے ہیں۔ اب تو ان کی اس منافقت کا پردہ بہت خفیف اور ہلکا ہو گیا ہے۔ اگر کچھ بھی جرأت اور دلیری رکھتے ہیں۔ تو اس کو چاک کر کے پھینک دیں۔ کیا ہم ان سے اس کی امید رکھیں؟

مولوی محمد علی صاحب اور مرزا انذر علی صاحب کی چشمک

ہم الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں دکھلا چکے ہیں کہ پیغام کے امیر مولوی محمد علی صاحب تو ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ترک سلطان آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفۃ الرسول ہے۔ اور پیغام اس بات کی تائید میں الفضل سے دست وگریبان ہو رہا ہے۔ لیکن اسی پیغام میں مرزا انذر علی صاحب پشاوری نے لکھا اور نہایت زور شور سے لکھا ہے۔ کہ ترکوں کا سلطان ہرگز ہرگز آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں۔ اور جو ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ آیت استخلاف کی تاویلات بیہودہ کر کے مطالب کو دور سے دور تر پہنچاتا ہے۔ ابھی تک پیغام نے ہمیں نہیں بتایا تھا۔ کہ اس تضاد و تخالف کی کیا وجہ ہے۔ اور یہ اتنا بڑا تصادم کیوں واقعہ ہوا ہے۔ کہ ۲۲ مارچ کے پیغام نے مولوی محمد علی صاحب اور مرزا انذر علی صاحب کی نئی آویزش کو ہمارے سامنے کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ اور بر سر منبر جلوہ آرا ہو کر خانہ خدا میں کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ مبایعین جب ہم سے بحث کرنے لگتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی طرف آئیں۔ اور اس سے فیصلہ چاہیں۔ ہمارے سامنے مرزا صاحب کی کتب پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے تنازع کے فیصلہ کے لئے قرآن کریم ہی حکم ہو سکتا ہے حضرت صاحب کی کتب نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اس کے بالکل خلاف جناب مرزا انذر علی صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مبایعین سے جب ہم بحث کرنے لگتے ہیں تو وہ بجائے حضرت اقدس کی کتب سے فیصلہ کرنے کے ہمارے سامنے قرآن پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ان دونوں باتوں میں جس قدر تضاد اور تخالف پایا جاتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر ممکن ہے۔ کسی کے دل میں خیال پیدا ہو۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جس بات کو مبایعین کی طرف منسوب کریں۔ اسی کی مرزا انذر علی صاحب تردید کر دیں۔ اور اس کے بالکل خلاف کہیں۔ اس لئے ذیل میں ہم اس کے ثبوت میں پیغام کے اصل الفاظ نقل کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں

"مدراس سے واپس آتے ہوئے مجھے فیروز پور ٹھہرنا پڑا۔ وہاں اس پرانے مسئلہ یعنی نبوت مسیح موعود پر بحث تھی۔ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ دیکھو اگر ہم یہ طریق اختیار کریں کہ چند اقوال (حضرت مسیح موعود) تم پیش کرو۔ اور چند اقوال ہم پیش کریں تو اس سے ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکیں گے۔ اور جن لوگوں نے ایسا طریق اختیار کیا ہے۔ وہ کبھی بھی حقیقت کو نہیں پہونچے۔ کوئی بنیاد قائم کرنی چاہئیے۔ کوئی اصول ہونا چاہئیے کیونکہ اصول ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو فروع پر روشنی ڈالتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول۔ ایک نے کہا کہ کیا حضرت صاحب حکم نہیں ہیں۔ کہ ہم ان کے اقوال کو قرآن و حدیث کے پیش کریں۔"

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ مبایعین ان کے سامنے نبوت کے متعلق مسیح موعود کی کتب کے حوالجات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ طریق فیصلہ یہ ہونا چاہئیے۔ کہ قرآن کریم پیش کریں۔ اس کے مقابلہ میں اسی اخبار میں مرزا انذر علی صاحب کے مضمون کی جو بعنوان "ولایت و نبوت" شائع ہوا ہے۔ حسب ذیل سطور ملاحظہ ہوں:۔

"مجھ کو میاں صاحب اور ان کے مریدوں پر اس لئے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ جناب مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ثابت کرنے میں جب وہ کہ اپنی کتابوں میں کامیابی نہیں دیکھتے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ مدعی کو وہ دلائل قرآن منکشف تھے جو اگرچہ ہم کو بھی اسوقت تو معلوم نہ تھے۔ مگر اس کی وفات کے بعد ہم نے قرآن میں تدبر کرنے سے وہ دلائل نکالے ہیں۔ اب یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جس کے بیہودہ ہونے پر عقل و نقل شاہد ہے۔ جو شخص جس دعوے کا مدعی ہو۔ اور خود ملہم ہو۔ خدا سے علم لدنی پانیوالا ہو۔ اس کو قرآن سے وہ دلائل نہ خود معلوم ہوں۔ نہ خدا اس کو وہ دلائل قرآنی بتلائے بلکہ بقول شخصے اس مثل کا مصداق ہو۔ "پیراں نمے پرند۔ مریداں مے پرانند"۔

(پیغام ۲۲ مارچ ۱۹۳۰ء)

کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں کہ پیغام کے امیر صاحب تو فرماتے ہیں کہ مبایعین ہمارے سامنے کتب مسیح موعود ؑ تنازعات کے انفصال کے لئے پیش کرتے ہیں۔ جو سخت غلطی ہے۔ ان کو کتب مسیح موعود کی بجائے قرآن کریم پیش کرنا چاہئیے۔ لیکن امیر صاحب کے مخلص مرزا انذر علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مبایعین ہمارے سامنے کتب مسیح موعود ؑ نہیں پیش کرتے۔ بلکہ قرآن پیش کرتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں کہتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتب کو چھوڑ کر صرف قرآن کو اختیار کرنے کے "نامعقول" اور "بیہودہ ہونے پر عقل و نقل" کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان بے اصول لوگوں سے کیونکر فیصلہ کریں۔ جو طریق فیصلہ کے دونوں راستوں کو ہمارے لئے خود ہی بند کئے دیتے ہیں اور ساتھ ہی الزام بھی ہمارے ہی سر دھر رہے ہیں۔

کیا پیغام یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ مبایعین کے متعلق فرمایا وہ جھوٹ ہے یا جو کچھ مرزا انذر علی صاحب نے لکھا۔ وہ غلط۔ بات دراصل یہ ہے کہ مبایعین مسئلہ نبوت کے فیصلہ کے لئے ان حضرات کے سامنے قرآن کریم بھی پیش کرتے ہیں اور حضرت اقدس کی کتب بھی۔ اور ان کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ جس طریق کو چاہیں۔ پسند کریں۔ اور ہم سے فیصلہ کریں۔ لیکن غیر مبایعین خود کسی پہلو قیام نہیں اختیار کرتے۔ اگر کہا جائے۔ کہ قرآن کریم سے فیصلہ کر لو تو اپنے بودے عقائد اور خیالات کو جلتے ہوئے یہ عذر پیش کر کے فرار ہو جاتے ہیں۔ کہ تم حضرت مسیح موعود کی کتب کو چھوڑ رہے ہو۔ جن کا

یہ مطلب ہے۔ کہ گویا حضرت صاحب کو وہ دلائل مستحضر نہ تھے۔ جو تم قرآن سے نبوت کے متعلق پیش کرو گے۔ اور چونکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ جو شخص جس دعویٰ کا مدعی ہو۔ اور خود ملہم ہو۔ خدا سے علم لدنی پانیوالا ہو۔ اس کو قرآن سے وہ دلائل نہ خود معلوم ہوں۔ اور نہ خدا اس کو وہ دلائل قرآنی بتلادے۔ اس لئے ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے۔ اور جس وقت یہ کہا جائے۔ کہ آؤ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ذریعہ آپ کے دعویٰ نبوت کا فیصلہ کر لو۔ تو بالفاظ مولوی محمد علی صاحب یہ کہکر بھاگ جاتے ہیں کہ :۔

"ہم کو اس حکم خداوندی کے بموجب قرآن و حدیث ہی سے ہی فیصلہ طلب کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن و حدیث اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں"

پس ہم تو ہر طرح فیصلہ کے لئے تیار اور آمادہ ہیں لیکن جبکہ غیر مبایعین خود ہی کسی اصل پر قائم نہ رہنا چاہیں۔ تو فیصلہ کس طرح ہو۔ مگر تعجب اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ الزام ہم پر ہی لگایا جاتا ہے۔ امیر صاحب اُٹھتے ہیں تو مسجد میں کھڑے ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ مبایعین قرآن سے فیصلہ کرنے کی طرف نہیں آتے۔ اور انہی کے ساتھیوں میں سے ایک اور صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں۔ کہ مبایعین حضرت مسیح موعود کی کتب سے فیصلہ نہیں کرتے۔ قرآن کی طرف دوڑتے ہیں۔ گویا مولوی محمد علی صاحب کی تردید نذر علی صاحب کر رہے ہیں۔ اور نذر علی صاحب کی تردید محمد علی صاحب فرما رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں یہ دونوں خود آپس میں فیصلہ کر لیں کہ ان میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اور اس کے بعد ہمارے متعلق جو کچھ کہنا چاہیں۔ متفقہ طور پر کہیں۔ ورنہ اس قسم کی تحریروں اور تقریروں سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ظاہر ہو رہا۔ کہ ہمارے خلاف غیر مبایعین خواہ ان کے امیر ہوں یا غریب۔ جو کچھ ان کی زبان پر آتا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں۔ اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ کوئی ایسی بات تو نہ کہیں۔ جس کا واقعات کے خلاف ہونا تو خیر لیکن امیر صاحب کے تو خلاف نہ ہو ٭

اخیر میں ہم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسی تحریروں کو جن سے غیر مبایعین کے قلوب میں تشتت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ بڑی فراخ حوصلگی اور جرأت کے ساتھ پہلو بہ پہلو شائع فرما دیتے ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی اسی طرح کرتے رہینگے۔ اور کسی کے ناجائز رعب یا سرزنش سے اپنے آپ کو مرعوب نہ ہونے دینگے ٭

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کا

پیغام سے مطالبہ

پیغام جو آج (۵۔ اپریل) تک ہمیں نہیں بھیجا گیا۔ اس میں ایک خط "مسئلہ خلافت پر" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "یہ خط ہمارے ایک احمدی بزرگ نے اپنے کسی احمدی دوست کو تحریر فرمایا ہے" اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "کسی دوست" کے خط کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اس سے صاف طور پر یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ "کسی دوست" نے "ایک احمدی بزرگ" کو اپنے خط میں کیا لکھا تھا۔ اور کیا دریافت کیا تھا۔ اس لئے پیغام کو چاہیئے تھا۔ کہ جواب شائع کرنے سے قبل اس خط کو درج کرتا۔ تاکہ جواب کی حقیقت معلوم ہو سکتی۔ ورنہ یوں کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو کن سوالات کے جواب دیئے گئے۔ کیا پیغام مہربانی کر کے وہ خط شائع کرنے کی کوشش کریگا جس کا جواب اس نے شائع کیا۔

یہ مطالبہ کرنے کی ہمیں خاص طور پر اس جواب کے ایک فقرہ سے تحریک ہوئی ہے۔ جو یہ ہے کہ :۔

"ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے کہ سنہ ۱۹۱۳ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا تھا ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں"

اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب خلافت ترکی اور ترکوں کے متعلق جو خیالات اور اعتقادات اب ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ سنہ ۱۹۱۳ء میں نہ رکھتے تھے بلکہ ان کے خلاف رکھتے تھے۔ اور اسبات سے پیغام کے "ایک احمدی بزرگ" بھی انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اسے تسلیم کرتے ہوئے اس کا جواب دیتے ہیں کہ "ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ سنہ ۱۹۱۳ء میں مولوی محمد علی صاحب نے یا کسی اور شخص نے کیا کہا تھا"

یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جو پوزیشن غیر مبایعین کے نزدیک ہے۔ اس کا یہی تقاضا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی جو بات بھی ان کے خلاف منشاء پائیں۔ اسے یہ کہکر ٹھکرا دیں۔ کہ ہمیں تو قرآن و حدیث سے غرض ہے۔ کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں۔ کیونکہ خود مولوی محمد علی صاحب زمانہ کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتے جاتے ہیں۔ آج سے چند سال قبل جو خیالات ان کے تھے۔ آج دیدہ دلیری کے ساتھ ان کے بالکل برخلاف کہہ رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ایک شخص جس کے مزاج میں اس قدر تلوّن پایا جاتا ہو اپنی کسی بات پر قائم ہی نہ رہے۔ وہ سنجیدہ اور عقلمند اصحاب کی نگاہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پس پیغام مہربانی کر کے اس خط کو بھی شائع کردے۔ جس کا اس نے جواب شائع کیا ہے۔ اور جس کی رو سے پیغام کے "ایک احمدی بزرگ" نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ خلافت ترکی اور ترکوں کے متعلق جو خیالات مولوی محمد علی صاحب اب ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ سنہ ۱۹۱۳ء میں ان کے نہ تھے۔ تا ایکبار اور معلوم ہو جائے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی بات کے کسقدر پکے اور بودے ہیں۔ اور ایسے کی کسی بات پر اعتبار کرنا کتنی بڑی غلطی ہے ٭

الفضل میں شائع ہونیوالے اشتہاروں کے متعلق

(اعلان)

احباب کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کر لینی چاہیئے کہ الفضل میں صیغہ اشتہارات میں جو باتیں شائع ہوتی ہیں۔ ان کے صحیح یا درست ہونے کا اخبار کسی صورت میں بھی ذمہ وار نہیں ہے۔ ان کی تمام و کمال ذمہ واری صرف اشتہار چھپنے والوں پر ہوتی ہے ٭

جہلم میں اہلحدیثوں سے مباحثہ

۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء کو جہلم میں جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی ابراہیم صاحب سے جو مباحثہ کیا۔ اس کی مختصر رپورٹ جناب مولوی غلام رسول صاحب کے قلم سے لکھی ہوئی درج ذیل کیجاتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ سے گفتگو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے سٹیج پر کھڑے ہوکر مولوی ابراہیم صاحب کی ادھارت میں دس دس منٹ کے ٹائم کی تقسیم سے گفتگو شروع کی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار "مولوی ثناء اللہ امرتسری سے آخری فیصلہ" نامی کو پیش کرکے اس اشتہار کی بعض عبارتیں پڑھیں اور بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب اپنے اس اشتہار کے فیصلہ کی رُو سے مجھ سے پہلے مر کے اور جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور میں اب تک زندہ ہوں لہٰذا یہ فیصلہ اپنے پیر کا مرزائی صاحبان کو قبول کر لینا چاہیئے

اس کے جواب میں خاکسار نے اپنے وقت میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور حاضرین کو خوب متوجہ کرکے چار باتیں پیش کیں۔

(۱) مولوی ثناء اللہ کا یہ قول کہ مرزا صاحب میرے مقابل فوت ہوئے۔ سراسر غلط ہے۔ اور اس فیصلہ کے لئے سب سے پہلا حکم ہم قرآن کریم کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم۔ پس جس طرح مولوی ثناء اللہ مسیح محمدی کے مقابل اپنے قول کو پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح مسیح اسرائیلی کے بالمقابل یہود کا قول انا قتلنا المسيح الخ ہے۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہود اپنے قول میں سچے ہیں تو آپ بھی سچے۔ لیکن اگر وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں اور سچی بات یہی ہے۔ کہ ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ کہ انھوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ لیکن ان کے لئے شبہ پیدا کر دیا گیا۔ پس اسی طرح جو جواب قرآن کریم میں یہود کو دیا گیا۔ اور جو فیصلہ ان کے تنازع کے لئے پیش کیا گیا۔ وہی ہماری طرف سے سمجھ لینا چاہیئے اب آپ بتلایئے۔ کہ یہود اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں امید بلکہ یقین سے کہتا ہوں۔ کہ آپ یہی جواب دیں گے۔ کہ یہود جھوٹے ہیں۔ پس جب مسیح کے مقابل یہود جھوٹے ہیں تو مثیل مسیح یعنی مسیح محمدی کے بالمقابل مثیل یہود کیونکر سچا ٹھہرا ؟

۲ - دوسرا جواب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت سے دیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسیلمہ کذاب جو جھوٹا تھا۔ اس کی زندگی میں آنحضرت صلعم اس سے پہلے فوت ہوگئے۔ پس مرزا صاحب کا یہ طرز فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے آنحضرت اور مسیلمہ کے واقعہ کے خلاف ہونے سے صحیح نہیں۔ پس مولوی ثناء اللہ کے اس مسلمہ کے رُو سے حضرت مرزا صاحب کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح مثیل کی حیثیت میں تھے۔ مولوی ثناء اللہ سے پہلے فوت ہو جانا آپ کو مثیل آنحضرت صلعم اور مولوی صاحب کو مثیل مسیلمہ بناتا ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اس سے انکار ہے۔

۳ - تیسرا جواب مولوی ثناء اللہ کے اپنے پیش کردہ معیار قرآن کریم کی رو سے پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اخبار اہل حدیث کے صفحہ ۴ پر شائع کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور فیصلہ کے لئے یہ صورت معیار کرنا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا ہلاک ہو جائے۔ قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں تو ہے۔ کہ جھوٹے مفسد۔ دغاباز اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمر دی جاتی ہے۔ تا اس مہلت میں وہ اور بھی گناہ کرلیں ۔

سو مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس عبارت کی رُو سے لمبی عمر والا اور مہلت پانیوالا کون ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ عمر دراز اور مہلت پانیوالا میں ہوں نہ مرزا صاحب۔ پس کذاب۔ مفسد دغاباز نافرمان کا فتویٰ بھی آپ کی تحریر کے مطابق آپ پر ہی لگا ۔

(۴) چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے اشتہار مذکور کے اخیر میں مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ آپ جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔ سو جب مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے فیصلہ والے اشتہار کو منظور ہی نہیں کیا بلکہ اسے منظور کرنا خلاف عقل و دانش قرار دیا ہے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب اس اشتہار کا اب کیوں نام لیتے ہیں۔ کیا اس سے بقول آپ کے آپ کی نادانی اور بے وقوفی ظاہر نہیں ہوتی۔

سو یہ چار جواب دیئے گئے جنھیں سُنکر حاضرین پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اور لوگوں کو خوب معلوم ہوگیا۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اور یہ کہ مولوی ثناء اللہ اس اشتہار کے ذکر سے عوام اور سادہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ سو خدا کے فضل سے ان جوابات سے عقل اور سمجھ والے لوگ بخوبی سمجھ گئے ۔

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ اُٹھے۔ اور وہ پھر اشتہار کی عبارت پڑھنے لگے۔ اور اخیر وقت تک اپنی تردید میں اشتہار ہی پیش کرتے رہے۔ اور کچھ مزید بیان کیا تو اسی کے متعلق کہ یہ اشتہار یکطرفہ دعا تھی۔ مُباہلہ کی صورت میں پیش نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ جب ان سے اسی کے رسالہ مرقع بابت جون ۱۹۲۸ء سے اسی کی عبارت پڑھ کر بتایا گیا۔ کہ دیکھو تم نے خود اس اشتہار کے فیصلہ کو مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ تو کہنے لگا یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی یکطرفہ دعا کو مجازی طور پر مباہلہ کہہ دیا۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ یکطرفہ دعا میں منظوری اور عدم منظوری کا تعلق نہیں۔ لیکن آپ کے نزدیک اگر یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ نے یہ کیوں لکھا تھا کہ یہ تحریر تمہاری نہ مجھے منظور ہے۔ نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ کیا اس سے صاف طور پر نہیں پایا جاتا۔ کہ آپ نے اپنی دانائی سے حضرت صاحب کے اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار سمجھا۔ اور مباہلہ کا اشتہار سمجھ کر اس کی منظوری سے انکار کرکے اپنی دانائی کا اظہار کیا۔ اور اگر یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ کو یہ کہاں سے سوجھ آگئی۔ کہ اس کے متعلق یہ لکھا جائے۔ کہ یہ تحریر تمہاری

مجھے منظور نہیں۔ کیونکہ یک طرفہ دعا میں جب تمہاری منظوری اور عدم منظوری کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ تو کیا یہ نادانی نہیں کہ اس کے متعلق یہ کہہ دیا کہ مجھے منظور نہیں۔

علاوہ اس کے میں نے کئی ایک نشانوں کا ذکر کر کے حاضرین کو تبلیغ بھی کر دی۔ اور مولوی ثناء اللہ سے کئی ایک مطالبات کا جواب چاہا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ یہ پہاڑ کے برابر تمہارے اوپر پتھر رکھ گیا۔ جو قیامت تک آپ سے اٹھ نہیں سکیگا۔ اور اگر اٹھ سکتا ہے۔ تو اٹھا کر دکھاؤ لیکن آپ جواب نہ دے سکے۔ اور مطالبات کے بوجھ سے پشت دوتا کر کے ہی میدان سے نکلے۔

مولوی ابراہیم صاحب سے گفتگو۔

مولوی ابراہیم صاحب سے پھر گفتگو ہوئی۔ لیکن افسوس کہ باوجود بار بار کے تقاضا کے وقت صرف آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ مولوی ابراہیم صاحب نے محمدی بیگم کی پیشگوئی کو اپنے تمام وقت میں بار بار ذکر کیا۔ اور لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا۔ اور علاوہ اس کے منطقی طرز پر گفتگو کو شروع کیا۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ خدا کے سارے وعدے سچے ہیں۔ اور محمدی بیگم کے نکاح کا وعدہ بھی ہے جو سچا ہو کر رہے گا۔ پس یہ امر منطقی طرز میں موجبہ کلیہ ہے جس کی نقیض سالبہ جزیہ ہوا کرتا ہے۔ پس بتایا جائے۔ کہ محمدی بیگم کے ساتھ کیوں نکاح نہیں ہوا۔

اس کے جواب میں کہا گیا۔ کہ مولوی ابراہیم صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذلت اور کمزوری کو دیکھ کر اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے منطق کی پناہ لی ہے۔ لیکن ہم انشاء اللہ انہیں اس آڑ میں بھی چھپنے نہیں دینگے۔ اور جس مغالطہ کو وہ منطق کے پردہ میں پیش کر کے اپنا بچاؤ ڈھونڈتے ہیں۔ اس سارے راز کو طشت از بام کر کے دکھایا جائے گا۔ لیکن بہتر ہوتا۔ کہ منطقی طرز پر کلام کرنا مجلس علماء کے درمیان ہوتا۔ اور عوام میں ایسا طرز خلاف حدیث کلموا الناس علےٰ عقولهم ولا تکلموا الناس علےٰ قدر عقولکم ہے۔ اب مولوی صاحب کا موجبہ کلیہ اور سالبہ جزیہ کہنے کو عوام کیا سمجھتے ہیں۔ لیکن تمثیلات کے ذریعہ ہم انشاء اللہ مولوی صاحب کی منطق کی قلعی بھی عوام پر کھول کر جائینگے۔ چنانچہ مولوی صاحب کا خدا تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق موجبہ کلیہ کہنا اور بلالحاظ ان وعدوں کے جو امور بدیہیہ یا نظریہ کے شرائط کے ساتھ مشروط بھی ہوں۔ ان کو ان وعدوں پر قیاس کر کے دھوکا دینا جو محکمات کے رنگ میں صاف اور بیّن طور پر پائے جاتے ہیں۔ بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ پس مولوی صاحب پہلے اپنے اس منطقی قضیہ کو قرآن کے مطابق درست اور سیدھا کریں پھر پیش کریں؟

اس کے جواب میں مولوی ابراہیم نے آیت ان اللہ لا یخلف المیعاد وغیرہ کو پیش کیا۔ جس کے جواب میں کہا گیا۔ کہ یہ درست ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ یعنے اللہ تعالےٰ وعدہ خلافی تو نہیں کرتا لیکن یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایسے طور پر پورا کر دے۔ کہ اکثر لوگ اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں۔ اور ٹھوکر کھا جائیں۔ چنانچہ قرآن میں محکمات اور متشابہات دونوں قسم کا ذکر ہے۔ یعنی محکمات وہ ہیں۔ جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ اور متشابہات وہی ہیں۔ جن پر اعتراضات اور شبہات پیش کئے جاتے ہیں۔ جیسے وٰعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلة فاتممنٰها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة اور آیت یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم۔ اور آیت ربنا واٰتنا ما وعدتنا علےٰ رسلك۔ اور آیت ما ننسخ من اٰیة او ننسها اور آیت یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت اور آیت اذا بدلنا اٰیة مکان اٰیة واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو وعدہ الٰہی مطابق علم الٰہی ٹھیک ہوتا ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں متشابہات کے رنگ میں ہونے سے بظاہر مغالطہ لگ جاتا ہے چنانچہ آیت اول میں تیس دن کے وعدہ کو چالیس میں پورا کیا۔ اور اس صورت کو متشابہات کے رنگ میں پیش کر کے واذ وٰعدنا موسیٰ اربعین لیلة سے بتایا کہ محکم اربعین لیلة ہی ہے۔ اسی طرح دوسری آیت میں کتب لکم کے مخاطبوں سے وعدہ ہے لیکن وہ یتیہون فی الارض اربعین سنة کے مصداق بنے۔ اور محروم رہے۔ اور وعدہ کو پورا کرنے کے لئے دعا سے مشروط کیا۔ حالانکہ جب وعدہ ہے۔ تو بہر حال پورا ہونا ہی ہے۔ پھر دعا کا کیا مطلب۔ لیکن دعا نہ کی جاتی تو وعدہ بوجہ مشروط بدعا ہونے کے نہ ٹلیگا۔ اسی طرح بعد کی آیات میں بعض نشانوں کو جو پیشگوئی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت نسخ۔ محو اور تبدیل کا قانون بھی پیش کیا گیا۔ اب قرآن کریم کی ان آیات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ محمدی بیگم والی پیشگوئی قابل اعتراض ہے۔ محمدی بیگم کے متعلق کیا پیشگوئی تھی۔ یہی کہ اگر احمد بیگ لڑکی کا نکاح کر دے گا۔ تو وہ برکات پائیگا نہ دیگا۔ تو تین سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس نے لڑکی کا نکاح کر دیا۔ جواب ملتا ہے کہ نہیں۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ نہ نکاح کر دینے پر وہ تین سال تک زندہ رہا۔ یا اس کے اندر ہی ہلاک ہو گیا۔ تو وہ وفات بتلاتے ہیں۔ کہ وہ پیشگوئی کے مطابق تین سال کے اندر اندر ہی ہلاک ہو گیا۔ اب یہ پیشگوئی تو بالکل صاف ہے۔ یہ قابل اعتراض کیونکر ٹھہری۔ باقی رہا اس کے داماد سلطان محمد کی موت کے متعلق اور اس کی عورت کا بیوہ ہو کر نکاح میں آنا سو اس کے لئے ایتها المرءة توبی توبی کا الہام کافی جواب ہے۔ جو وعدہ نکاح کو مشروط بتوبہ کر دیتا ہے۔ اور احمد بیگ کی موت کے بعد احمد بیگ کی اقارب کی حالت عجز و نیاز اور ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے خطوط لکھنا ان کے متضرع ہونے کی علامت ہے۔ اور قرآن میں لعلهم یتضرعون سے پتہ لگتا ہے۔ کہ تضرع کی حالت عذاب کو روکتی ہے۔ پس جب اس قاعدہ کے نیچے احمد بیگ کا داماد وعید سے بچ گیا تو ساتھ ہی نکاح کا وعدہ جو مشروط بتوبہ وعید تھا بحکم اذا فات الشرط فات المشروط موافق شرط الہام کے ظہور میں نہ آیا۔ وھو حقیقة بمعناه الاصلی

دوسرے دن الگ جلسہ میں خاکسار نے بفضلہ تعالیٰ خوب تبلیغ کی۔ اور مخالفوں کو سوال و جواب کے لئے دو موقع دئے۔ لیکن مقابلہ میں کوئی بھی نہ آیا۔ والحمد للہ علی ذالک ٭

فہرست نو مبائعین

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۲۰ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

۱۵۹۔ عبد الرحیم صاحب۔ لاہور
۱۶۰۔ برادر زادی خان بہادر عبد الحق صاحب۔ بیلی بھیت
۱۶۱۔ دی کٹیاچہ مالابار
۱۶۲۔ دی مریم ״
۱۶۳۔ سی محمد صاحب ״
۱۶۴۔ وی سی حسن صاحب ״
۱۶۵۔ حسین بی بی ضلع گوجرات
۱۶۶۔ بابو حکم دین صاحب پٹیالہ
۱۶۷۔ ایم بی حسین صاحب بیمن سنگھ
۱۶۸۔ ایس ایم ابراہیم صاحب ״
۱۶۹۔ رحمت بی بی۔ ضلع ہوشیارپور
۱۷۰۔ عالم بی بی ״ ״
۱۷۱۔ منشی اہل محمد صاحب ״ ״
۱۷۲۔ محمد اسد اللہ صاحب ״ ״
۱۷۳۔ عنایت اللہ صاحب۔ لاہور
۱۷۴۔ محمد دین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۱۷۵۔ عبد الکریم صاحب ״ ״
۱۷۶۔ ودوی جہنڈا صاحب۔ ضلع منٹگمری
۱۷۷۔ اللہ دتا صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۱۷۸۔ چودہری حکم الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۷۹۔ فیروز الدین صاحب جہلم
۱۸۰۔ قطب الدین صاحب ضلع جالندہر
۱۸۱۔ مرزا حسین علی صاحب ״ گورداسپور
۱۸۲۔ چودہری انور محمد صاحب ״ منٹگمری
۱۸۳۔ ماسٹر امداد خان صاحب ״ سرگودہا
۱۸۴۔ عبد العزیز صاحب ״ انبالہ
۱۸۵۔ غلام قادر صاحب ״ ״
۱۸۶۔ ڈاکٹر رفیع الدین ״ لاہور
۱۸۷۔ فاطمہ بی بی ״ شاہپور
۱۸۸۔ غلام محمد صاحب سندھ
۱۸۹۔ سردار بیگم ״ جہلم
۱۹۰۔ کرم داد صاحب ״ گوجرات
۱۹۱۔ چراغ الدین صاحب ״ سیالکوٹ
۱۹۲۔ فضل الٰہی صاحب ״ راولپنڈی
۱۹۳۔ شکر اللہ صاحب ״ سیالکوٹ
۱۹۴۔ مسماۃ جنوں پٹیالہ

۱۹۵۔ نظام الدین صاحب۔ پٹیالہ
۱۹۶۔ فاطمہ ״
۱۹۷۔ نہال صاحب ״
۱۹۸۔ امام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۹۹۔ زینب بی بی ״ امرتسر
۲۰۰۔ والدہ صاحبہ مولوی احسان الحق صاحب۔ مونگھیر
۲۰۱۔ اہلیہ صاحبہ ״
۲۰۲۔ محمد اسمٰعیل صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۰۳۔ محمد دین صاحب ״ ״
۲۰۴۔ محمد بخش صاحب ״ ״
۲۰۵۔ والدہ صاحبہ صوبیدار دلی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۲۰۶۔ میر بخش صاحب ״ سیالکوٹ
۲۰۷۔ سیدا بی بی ״ گوجرات
۲۰۸۔ اللہ دتا صاحب ״ سیالکوٹ
۲۰۹۔ مراد خان صاحب ״ گورداسپور
۲۱۰۔ فضل بی بی ״ ״
۲۱۱۔ حکیم کرم دین صاحب ״ جالندہر
۲۱۲۔ رحمت خان صاحب ״ سیالکوٹ
۲۱۳۔ جلال خان صاحب ״ ״
۲۱۴۔ غلام رسول صاحب ״ ״
۲۱۵۔ ناظر حسین صاحب ״ ״
۲۱۶۔ والدہ غلام رسول صاحب ״ ״
۲۱۷۔ محمد نواب خان صاحب ״ ملتان
۲۱۸۔ میر سید محمد حسین صاحب ״ ״

۲۱۹۔ بدھا صاحب ضلع گجرات
۲۲۰۔ چودہری عطا محمد صاحب ״ سیالکوٹ
۲۲۱۔ چودہری حاکم علی صاحب ״ ״
۲۲۲۔ چودہری قاسم خان صاحب ״ ״
۲۲۳۔ عالم بی بی ״ ״
۲۲۴۔ نصیر الدین صاحب ״ ״
۲۲۵۔ داور خان صاحب ״ ״
۲۲۶۔ بی بی ڈیوہ ״ جالندہر
۲۲۷۔ بی بی سائرہ ״ ״
۲۲۸۔ رحم داد صاحب کشمیر
۲۲۹۔ غلام صاحب۔ ملتان
۲۳۰۔ محمد حسین صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۳۱۔ جمشید علی خان صاحب ضلع جہلم
۲۳۲۔ منشی حاکم دین صاحب ״ جالندہر
۲۳۳۔ ناصر دین صاحب ״ ״
۲۳۴۔ مولاداد صاحب ״ سیالکوٹ
۲۳۵۔ اللہ دتہ صاحب ״ لائلپور
۲۳۶۔ ابراہیم صاحب ״ ״
۲۳۷۔ اسمٰعیل صاحب ״ ״
۲۳۸۔ غلام رسول صاحب ״ ״
۲۳۹۔ محمد علی صاحب ״ ״
۲۴۰۔ محمد صاحب ״ ״
۲۴۱۔ منشی عنایت اللہ صاحب لاہور

ماہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء

۲۴۲۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
۲۴۳۔ میاں غلام محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۴۴۔ غلام قاسم صاحب ״ ״
۲۴۵۔ غلام محمد صاحب ״ گجرات
۲۴۶۔ مس ہنڈلے صدر کرم مونگھیر
۲۴۷۔ منشی عطا محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۴۸۔ نظام الدین صاحب ضلع گورداسپور

۲۴۹۔ والدہ سید عبد الغفار صاحب مونگھیر
۲۵۰۔ محمد عبد القادر صاحب سکندر آباد
۲۵۱۔ محمد بخش صاحب بہاولپور
۲۵۲۔ قاسم ناجی عدن
۲۵۳۔ عبد القادر صاحب۔ بمبئی
۲۵۴۔ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد حسین صاحب ضلع گوجرات
۲۵۵۔ شیخ قدرت اللہ صاحب لکھنو
۲۵۶۔ میاں محمد یوسف صاحب ״
۲۵۷۔ جمال الدین صاحب پشاور
۲۵۸۔ اہلیہ صاحبہ سید محمد حبیب صاحب مظفرپور
۲۵۹۔ غلام فاطمہ۔ ضلع سیالکوٹ
۲۶۰۔ عبد العزیز صاحب ״ ״
۲۶۱۔ مریم بی بی ״ ״
۲۶۲۔ زینب بی بی ״ ״
۲۶۳۔ فیروز الدین صاحب لاہور
۲۶۴۔ زینب بی بی ״ گورداسپور
۲۶۵۔ سائرہ ״ جالندہر
۲۶۶۔ یعقوب صاحب ״ ״
۲۶۷۔ عبد الکریم صاحب ״ ״
۲۶۸۔ سکینہ بی بی ״ ״
۲۶۹۔ بھولاں ״ ״
۲۷۰۔ اللہ دتی ״ ״
۲۷۱۔ اہلیہ صاحبہ سید عبد الغفار صاحب مونگھیر
۲۷۲۔ ״ محمد نعیم الدین صاحب ״
۲۷۳۔ سید عبد الغفور صاحب ״
۲۷۴۔ فاطمہ سن کٹی مالابار
۲۷۵۔ بے فاطمہ ״
۲۷۶۔ محمد صاحب ״
۲۷۷۔ کنجی سلطان صاحب ״
۲۷۸۔ بی محمود صاحب ״
۲۷۹۔ یلیین صاحب جہلم

۲۸۰۔ محمد الدین صاحب ضلع شیخوپورہ
۲۸۱۔ رحیم بخش صاحب ״ گورداسپور
۲۸۲۔ مولا بخش صاحب ״ شاہپور
۲۸۳۔ اللہ دہی صاحب ״ ״
۲۸۴۔ اللہ دتا صاحب ״ ״
۲۸۵۔ غلام رسول صاحب ״ ״
۲۸۶۔ حسین بی بی ״ ״
۲۸۷۔ محمد دین صاحب ״ ״
۲۸۸۔ احمد الدین صاحب ״ ״
۲۸۹۔ عبد اللہ صاحب ״ ״
۲۹۰۔ مہر اللہ بخش صاحب ״ سیالکوٹ
۲۹۱۔ چودہری پیر اللہ صاحب ״
۲۹۲۔ اہلیہ صاحبہ منشی غلام حسین صاحب ضلع منٹگمری
۲۹۳۔ محمد یٰسین خان صاحب ضلع رہتک
۲۹۴۔ چودہری سردار خان صاحب ضلع جہلم
۲۹۵۔ اہلیہ صاحبہ نظام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ۔
۲۹۶۔ اہلیہ صاحبہ چودہری فتح محمد صاحب ضلع لاہور
۲۹۷۔ بنت ״ ״ ״ ״
۲۹۸۔ بشیر محمد صاحب ״ ״
۲۹۹۔ نور احمد صاحب ״ ״
۳۰۰۔ اسمٰعیل صاحب ״ ״
۳۰۱۔ غلام محمد صاحب ״ ״
۳۰۲۔ عبد الحمید خان صاحب ״ ہوشیارپور
۳۰۳۔ غلام حسن صاحب ״ جہلم
۳۰۴۔ چودہری فتح محمد صاحب ضلع لاہور
۳۰۵۔ سید ظہور حسین صاحب ضلع بھاگلپور

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں سکنی زمین خریدنے والوں کے لئے ایک موقعہ

جلسہ کے موقعہ پر بہت سے احباب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ کوئی سکنی زمین فی الحال مل سکتی ہے یا نہیں۔ اسوقت چونکہ موقعہ نہیں تھا اسلئے انکی خدمت میں انتظار کرنے کے لئے کہا گیا تھا اب اس اعلان کے ذریعے سے ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ محلہ جات دارالفضل اور دارالرحمت ہر دو میں سکنی زمین موجود ہے نرخ وہی معروف یعنی ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ۔ بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑوں کا پندرہ روپیہ فی مرلہ۔ اس کے علاوہ جہاں احمدیہ سٹور نے ٹکڑیوں کیواسطے عمارت بنالی ہے۔ اس کے پاس بھی کچھ زمین قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ وہ نسبتاً پرانی آبادی کے بہت نزدیک ہے۔ خواہشمند احباب درخواستیں اور روپیہ جلد بھجوا دیں۔ فقط

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد۔ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سُرمہ ممیرا اور سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شایع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ ببل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ عہ، اصلی ممیرا کی دس روپے فی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء و نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر۔ فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ منفت سنگ گردہ۔ شانہ و سلس البول و سیلان منی و بوست و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود دہم کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قسم اول عہ

المشتہر۔ احمد نور کابلی جر مہاجر قادیان (گورداسپور)

Digtized by Khilafat Library

قاعدۂ یَسَّرْنَا القرآن کی نسبت

حضرت مسیح موعود آمین مطبوعہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۰۱ء کے انیسویں شعر میں فرماتے ہیں۔ "رہ تعلیم اِک تُو نے بتا دی۔" اور اِس مصرع کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ "قاعدۂ یَسَّرْنَا القرآن بچّوں کے لئے بیشک بہت مُفید چیز ہے اِس سے بہتر اور کوئی طریقۂ تعلیم خیال میں نہیں آتا۔" پس احباب کو چاہیے کہ اپنے بچّوں کو اِسی قاعدہ پر پڑھائیں۔ آمین مذکورۂ بالا کا پانچواں شعر اور دسواں اور گیارھواں شعر بھی قاعدۂ یسّرنا القرآن کے متعلق ہے اور اٹھارھواں شعر جس کا پہلا مصرع یہ ہے کہ "پڑھایا جس نے اُسپر بھی کرم کر" مصنفِ قاعدۂ یَسَّرْنَا القرآن کے لئے ہے۔

ملنے کا پتہ :- مینیجر دفتر قاعدۂ یَسَّرْنَا القرآن قادیان۔ پنجاب

قیمت
فی قاعدہ ۴ر قادیان سے باہر کے تاجر صاحبان کے لئے فی روپیہ ۳ر کمیشن

قادیان میں ایک مکان قابل فروخت

ایک مکان قادیان میں قابل فروخت ہے۔ جو کوارٹرز دار العلوم کے قریب ہے۔ نہایت عمدہ کھلا ہوا ہے جس میں تمام ضروریات مہیا ہیں۔ جس کا رقبہ ۱۲ مرلے ہے۔ چار دیواری اور باہر کی دیواریں پختہ ہیں اور اندر کی دیواریں کچی ہیں۔ اور اوپر بالا خانہ اور صحن جس میں رہائش بخوبی ہو سکتی ہے۔ جس کا مختصر ڈیزائن نیچے دیا جاتا ہے۔

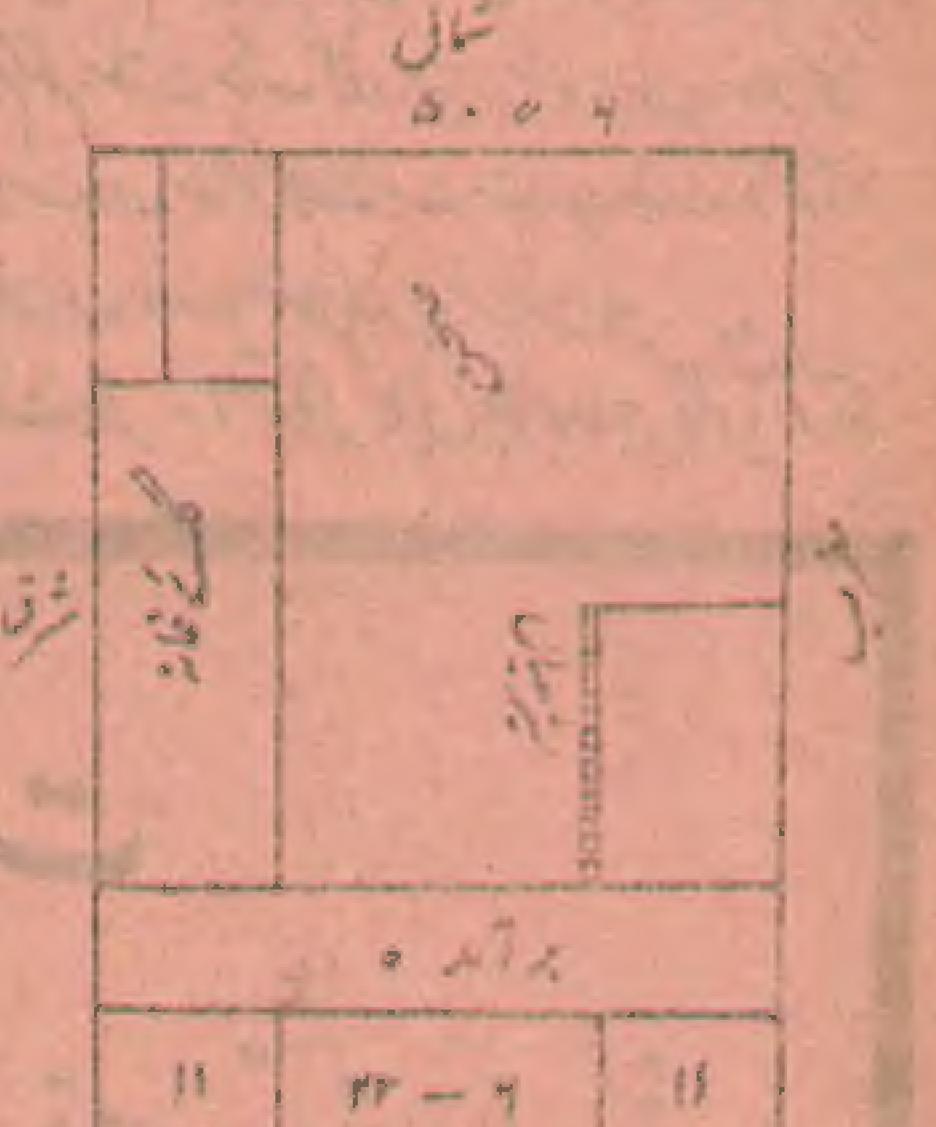

جن صاحب کو خریدنا ہو۔ دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر:- ناظر امور عامہ قادیان

چونے کی کان

اگر آپ کو اس وقت تک یہ معلوم نہیں تو اب سن لیں اور یاد رکھیں کہ بیرم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور میں چونے کی کان ہے۔ جہاں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا کچا چونا جسے کھنگری کہتے ہیں۔ بکثرت دستیاب ہوتا ہے۔ کچے چونے کو ہم بڑے بڑے بھٹوں میں جلاتے ہیں تو ایسا اعلیٰ درجہ کا قلعی وچونا تیار ہوتا ہے۔ جو پائداری اور گرفت میں پتھر کے چونے سے بدرجہا بڑھ کر ہوتا ہے۔ لیکن آج کل بیچنے والوں کی حرص کے باعث خالص گھی کی طرح خالص چونا ملنا بھی سخت محال بلکہ قریب ناممکن کے ہو رہا ہے گھی کی ملاوٹ کا حال تو خریدنے وقت دیکھنے یا چکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن چونے کی ملاوٹ کا حال دیکھنے یا ہاتھ لگانے سے معلوم کرنا قطعی ناممکن ہے۔ پس خلق خدا کی اس دقت کو محسوس کر کے ان کی بہبودی کی خاطر ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اشتہار ہذا کے ذریعہ اپنے کارخانہ کا تیار شدہ

اصلی خالص اور اعلیٰ درجہ کا چونا

پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے تاکہ وہ لوگ جنہوں نے کسی عمارت وغیرہ کے لئے چونے کی ضرورت ہو اور جن کی نظر بجاوے میں چند پیسوں یا روپوں کی کمی بیشی پر نہیں۔ بلکہ وہ اصلی اور خالص چونے کے خواہشمند ہیں وہ فائدہ اٹھا سکیں نیز تجارت پیشہ لوگ جو چونے کی تجارت کرتے ہوں یا آئندہ چونے کی تجارت کرنا چاہیں وہ ہمارے کارخانہ سے چونا منگوا کر آزمائش کریں خدا چاہے۔ تو ہر طرح سے فائدہ ہی فائدہ میں رہینگے۔ نرخ حسب ذیل ہے:-

چونا خالص درجہ اول	ایک روپیہ	یک من
" " " دوم	"	سوا من
" " " سوم	"	ڈیڑھ من
" " " چہارم	"	دو من

نوٹ:- یہ بھاؤ بیرم پور میں ہیں۔ کرایہ بذمہ خریدار نیز بیرم پور سے دو میل گڑھ شنکر ریلوے سٹیشن ہے آپ آرڈر بھیجتے وقت ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں۔

المشتہر چوہدری سعادت علی خان بھٹی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ

لاہور میں احمدی دواخانہ

حسن کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضاں رکھا ہے جس میں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا التماس ہے کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرماویں۔ باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جا سکتے ہیں۔

عبد الجلیل رفیق مریضاں میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

ضروری اطلاع

ہائی سکول قادیان میں ایک فرسٹ ٹریننگ ماسٹر ہیڈ کلرک اور چار بی اے مدرسین کی ضرورت ہے۔ جو صاحب مدرسہ ہذا کی ملازمت اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواستیں بمع مفصل اسناد جلد ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان کے پاس بھیج دیں۔ تنخواہ معقول دی جاوے گی۔ احمدی احباب کے لئے اچھا موقعہ ہے۔

قاضی عبد اللہ عفا اللہ عنہ - ہیڈ ماسٹر - قادیان

اشتہار

بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ یہ خاکسار عرصہ سے احمد آباد میں کام کھال جیشا اور چرم کا کرتا ہے جو بھائی یہاں سے کھال بھیڑ چرم کا یا بچھڑا یا مکئی یا چرم گائے کا یا پچھڑیم پر خشک شدہ ہڈی سینگ اور پشم اور جٹ اور بکری یا دیگر کوئی چیز اس شہر کی طلب کریں گے انشاء اللہ کوشش سے خرید کر روانہ کروں گا کمیشن وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کریں۔

المشتہر عمر الدین احمدی حیدرآبادی محلہ مرزاپور احمد آباد شہر

اعلان

تمام انجمنوں کو آگے بھی توجہ دلائی جا چکی ہے کہ ہمارے دفتر میں ان کے پتے نہ ہونے کے باعث کارروائی پر سخت برا اثر پڑتا ہے لیکن اس وقت تک انجمن ہائے احمدیہ کی کم توجہی برابر جاری ہے۔ پھر ایک دفعہ عرض ہے کہ دفتر امور عامہ میں ہونے انجمنوں کے پتوں کے بعض اوقات سخت ضروری کارروائی سے ناچار رہنا پڑتا ہے اس وقت تک [illegible] انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کے پتے وصول ہو